حقوق النبی ﷺ

ڈاکٹر ساجد علی سبحانی ☆

محسن انسانیت، رسول مقبول، حضرت محمد ﷺ انسانیت کے لیے واحد سہارا ہیں جن کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنا کر عصر حاضر میں انسان انفرادی اور سماجی مشکلات پر قابو پا سکتے ہیں اس مقصد کے لیے آپ کی عظمت و رفعت، برتری و بزرگی کو دل و جان سے تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ آپؐ کی حقوقی شخصیت کی معرفت حاصل کرنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی ضرورت ہے۔ مقالہ بعنوان ''حقوق النبی ﷺ'' میں قرآن وسنت اور عقل کی روشنی میں ان حقوق نبیؐ کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی ادائیگی تمام انسانوں پر بالعموم اور امت مسلمہ پر بالخصوص لازم ہے ان میں سے بعض اہم حقوق زیر بحث لائے گئے ہیں:

۱۔معرفت نبی ﷺ، ۲۔حب نبی ﷺ، ۳۔اطاعت واتباع نبی ﷺ،
۴۔توقیر واکرم نبی ﷺ ۵۔آپؐ پر جھوٹ نہ بولنا، ۶۔آپؐ پر درود بھیجنا،

قرآن وسنت کی رو سے انسانوں پر بالعموم اور امت مسلمہ پر بالخصوص محسنِ انسانیت، رسول مقبول، خاتم النبین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کے کچھ حقوق ثابت ہیں جن کی ادائیگی ان پر لازم ہے اور یہ عقیدہ توحید اور عقیدۂ رسالت کا بنیادی تقاضا بھی ہے، یہ آپؐ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں آپؐ کی عظمت اور آپؐ کے خلق عظیم کو بیان کیا ہے وہاں حقوق نبی کا بھی تذکرہ کیا ہے، ان میں سے بعض اہم حقوق درج ذیل ہیں۔

۱۔معرفت نبی ﷺ ۲۔حبّ نبی ﷺ ۳۔اطاعت واتباع نبی ﷺ
۴۔تعظیم واکرم نبی ﷺ ۵۔آپؐ پر جھوٹ نہ بولنا ۶۔آپؐ پر درود بھیجنا

☆ رکن مجلس ادارت، سہ ماہی نور معرفت، نور الہدیٰ ٹرسٹ، بہارہ کہو، اسلام آباد

پہلا حق:

معرفتِ نبی ﷺ:

سب سے پہلے ضروری ہے کہ پیغمبرِ اسلام کی معرفت حاصل کی جائے کیونکہ باقی حقوق کی ادائیگی اسی پر موقوف ہے جیسے کسی کے بارے میں معرفت ہوتی ہے اس طرح اس کے بارے میں عقیدہ اور عمل ہوتا ہے، البتہ اس مقام پر اس بات کا اعتراف کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کہ اگر رسول گرامی ﷺ کی معرفت کاملہ کا حصول ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی معرفت کاملہ اس وقت حاصل ہوگی جب آپ کے تمام شؤون (حیثیتوں) سے پوری آگاہی حاصل ہو جو کہ اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، بعض شؤون نبی درج ذیل ہیں۔

دنیوی۔اخروی ظاہری۔باطنی

جسمانی۔عقلانی۔روحانی قرآن مجید اور باقی آسمانی کتب میں

یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی انسان آپ کی معرفت کاملہ کا دعویدار نہیں ہے۔ معرفت نبی کے (Sources) درج ذیل ہیں:

۱۔قرآن مجید ۲۔دیگر آسمانی کتب ۳۔سنت رسول ﷺ ۴۔اقوال اہل بیت ؑ
۵۔اقوال امہات المومنینؓ ۶۔اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ۷۔مسلمان مفکرین کی آراء ۸۔غیر مسلم مفکرین کی آراء

قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ کی اجمالی معرفت کے درج ذیل پہلو ہیں۔

(الف) ختم نبوت:

آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں۔ ختم نبوت پر امت مسلمہ کا اجماع ہے، ارشاد الٰہی ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ "[1]

"(محمد ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول ﷺ اور خاتم النبین ہیں"

خاتم یعنی مہر جیسے خط کے آخر میں اس کے اختتام کی نشاندہی کرتی ہے اسی طرح آپ وجودِ مبارک تمام انبیاء عظام ؑ کے صحیفہ نبوت کے ختم ہو جانے کی گواہی دیتا ہے، اب اور قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول ﷺ، آپ کے بعد نزولِ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا، البتہ نازل شدہ وحی کی تشریح وتفسیر اور تبیین کی ضرورت کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ختم نبوت کا عقیدہ امت مسلمہ پر یہ ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے کہ وہ اب انسانی معاشرہ میں نبوت کا پیغام دوسروں تک پہنچائے اور اپنے قول وفعل سے دوسروں کو ہدایت کرے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے کتنے خوبصورت انداز میں اس ذمہ داری کی تشریح کی ہے۔

پس خدا برما شریعت ختم کرد　　　　بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از مامحفل ایام را　　　　او رسل راختم وما اقوام را
خدمت ساقی گری با ما گذاشت　　داد ما آخریں جامی که داشت

ترجمہ:

خدا نے ہم پر شریعت ختم کردی ہے(جیسے) رسول اللہ ﷺ پر رسالت ختم کردی ہے، محفلِ ایام (دنیا) کی زینت و رونق ہماری وجہ سے ہے(آپؐ تمام نبیوں اور رسولوں میں سے اکرم و افضل ہیں اور ہم امت مسلمہ تمام امتوں میں سے افضل ہیں) اب اللہ تعالیٰ نے ساقی گری کی خدمت ہم پر چھوڑ دی ہے(اب ہمارا فریضہ دوسری امتوں تک پیغام ہدایت پہنچانا ہے) اللہ تعالیٰ (ہدایت) کا جو آخری جام بنی نوع انسان کو عطا کرنا چاہتا تھا وہ اس نے ہمیں (قرآن مجید کی شکل میں) عطا فرما دیا۔

(ب) انسان کامل:

آپ صورت و سیرت، خلق وخُلق کے لحاظ سے تمام بنی نوع انسان میں بے مثل ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہر قسم کے عیوب سے پاک و پاکیزہ پیدا کیا ہے۔

اس واقعیت کا اظہار شاعرِ رسول ﷺ، ثناخوان نبی حضرت حسان بن ثابتؓ نے یہ کہہ کر کیا ہے:

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ　　　　کَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

آپؐ ہر عیب سے خالی پیدا کیے گئے ہیں　　　　گویا آپؐ کی تخلیق آپ کے منشاء کے مطابق کی گئی ہے

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ　　　　وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپؐ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا　اور آپؐ سے زیادہ جمیل، عورتوں نے کبھی جنا

شیخ سعدی نے آپ کی اعلیٰ و برتر شخصیت اور خوبصورت شمائل کے بارے میں فرمایا ہے:

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ　　　　کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

آپؐ اپنے کمال کی طاقت سے بلندیوں پر پہنچے　　　　آپؐ کے حسن و جمال سے تاریکیاں چھٹ گئیں

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ　　　　صَلُّوْ عَلَیْهِ وَآلِہٖ

آپؐ کے شمائل بہت خوبصورت تھے　　　　آپؐ پر اور آپؐ کی آل پر درود بھیجو

اس ذیل میں عظیم شاعر حافظ شیرازی نے فرمایا ہے

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ　　　　مِنْ وَجْهِکَ الْمُنِیرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

اے صاحب جمال، اے سید البشر!　　　　آپ کے چہرہ پرنور سے ہی چاند منور ہوا

لاَ یُمْکَنُ الثَنآ ءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ	بعد از خدا بزرگ، توئی قصہ مختصر
آپؐ کی ثنااور نعت کا حق ادا کرنا ممکن نہیں	مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بعد بزرگتر آپؐ ہی کی ذات ہے

(ج) افضل الانبیاء والمرسلین:

آپؐ تمام انبیاء والمرسلین میں سے افضل ہیں اور اس فضلیت کے کئی اسباب ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ - نے آپؐ کی آمد کی بشارت دی ہے، ارشاد ربانی ہے

''وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ ''[۲]

''جناب عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے''

اگر پیغمبر اسلام اور دیگر انبیاء عظام ÷ یا حضرت عیسیٰ - آپؐ کے ہم رتبہ ہوتے تو اس بشارت کی کیا اہمیت رہتی ہے ؟اسی طرح قرآن مجید میں کئی مقامات پر اور زبور میں بھی آپؐ کی آمد کی بشارت دی گئی ہے۔

(۲) مخلوق اوّل:

روایات کی روشنی میں آپ خلقت نوری کے اعتبار سے اولین مخلوق ہیں، فرمان نبویؐ ہے:

''اول ماخلق اللہ نوری ''

''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو خلق کیا ہے''

یہ مضمون متعدد، روایات میں آیا ہے۔[۳]

(۳) صاحبِ لولاك:

مشہور حدیث قدسی میں ارشاد ربانی ہے:

''لو لاک لما خلقت الا فلاک''[۴]

''اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو ہم افلاک یعنی کائنات کو خلق نہ کرتے''

اس حدیث قدسی کے مطابق آپ وجہِ تخلیق کائنات، مقصودِ کائنات اور اصلِ وجان کائنات ہیں۔ کائنات کی رونق اور عظمت آپؐ کی تشریف آوری کی بدولت ہے۔ علامہ محمد اقبال بھی اسرار و رموز میں فرماتے ہیں

اے ظہور تو شباب زندگی	جلوہ ات تعبیر خواب زندگی

آپؐ کی تشریف آوری سے زندگی کو شباب نصیب ہوا اور آپؐ کا ظہور خوابِ زندگی کی تعبیر ہے۔ اگر آپؐ کا ظہور نہ ہوتا تو حیاتِ کائنات کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا۔

(۴) مقام نوری میں پہلے نبی ﷺ:

آپؐ مقام نوری میں اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم-تخلیق کے عمل سے گزر رہے تھے ارشاد نبوی ہے:

''کُنْتُ نَبِیّاً وَآدَمُ بَیْنَ الْمآ ءِ وَالطِّیْنِ ''

''میں اس وقت نبی تھا جب آدم- پانی اور مٹی کے درمیان تھے''

علامہ اقبال نے بھی کہا ہے:

جلوہ او قدسیاں راسینہ سوز　　　بود اندر آب و گل آدم ہنوز

آپؐ کا جلوہ اس وقت بھی فرشتوں کے سینوں کو گرما رہا تھا　　　جب حضرت آدم -پانی اور مٹی کے درمیان تھے

(۵) گزشتہ شرائع منسوخ:

آپؐ کی شریعت کے بعد تمام گزشتہ شرائع منسوخ کی گئیں اور نزول قرآن کریم کے بعد تمام گزشتہ آسمانی کتابیں منسوخ ہوئیں، قیامت تک شریعت محمدیہ اور قرآن کی تعلیمات حاکم ہیں۔

دوسرا حق۔

حبّ نبی ﷺ:

امت مسلمہ پر آنحضرتؐ کا ایک حق آپؐ سے حبّ اور عشق کا جذبہ ہے، حبّ خدا کے ساتھ حبّ نبیؐ ایمان کا تقاضا ہے، اس کے بغیر ایمان کامل ہے نہ اتباع ممکن ہے، حبّ نبیؐ دنیا اور آخرت میں کامیابی کا راز ہے، حبّ نبیؐ ملت مسلمہ کی اجتماعیت کا ایک اہم عامل ہے، علامہ اقبال نے اس ضمن میں کہا ہے:

دل بہ محبوب حجازی بستد ایم　　　زیں جہت بایک دگر پیوستہ ایم

رشتہ مایک تو لا یش بس است　　　چشم ما راکیف صہبا یش بس است

عشق او سرمایہ جمعیت است　　　ہمچوں اندر عروق ملت است

عشق درجاں و نسب در پیکر است　　　رشتہ عشق از نسب محکم تر است

ہم نے حجازی محبوب (سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) سے دل لگایا ہے

اسی سبب سے ایک دوسرے کے ساتھ ہمارا (ایمانی، روحانی) رشتہ جڑ گیا ہے

صرف آپؐ کی محبت ہی سے ہمارا باہمی رشتہ ہے

ہماری آنکھ صرف آپؐ کی (محبت) کی شراب سے مست ہے

آپؐ کا عشق ملت کی جمعیت کا سرمایہ ہے

وہ ملت کی رگوں میں خون کی مانند دوڑ رہا ہے

عشق کا تعلق جان سے ہے اور نسب کا بدن سے
اس لیے عشق کا رشتہ نسب سے زیادہ پختہ ہے

حبّ نبیؐ سنت الٰہیہ اور حکم خدا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآ ؤُ کُمْ ......وَاللّٰهُ لاَ یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ''[۵]

''اے نبی کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا''

اس آیت کریمہ میں زیادہ حبّ کو اللہ تعالیٰ اس کے رسولؐ اور جہاد فی سبیل اللہ سے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ ان تینوں سے مومنین کے دلوں میں محبت زیادہ ہونی چاہیے، نیز حبّ خدا کے ساتھ حبّ نبی کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک بہت بڑا حق ہے۔

اسی طرح ارشاد نبوی ہے:

''عن انسؓ قَال رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا یُومِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ''[۶]

''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُس کو اس کے باپ اور اولاد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں''

اس مضمون کی حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے۔

حبّ رسول کا حق تب ادا ہوگا جب وہ دنیا کی تمام محبتوں پر غالب آ جائے اور آپؐ کو اپنی جان، اپنی اولاد ہی نہیں بلکہ تمام انسانوں سے مقدم جانے۔

ارشاد خداوندی ہے:

''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ''[۷]

''نبی اہل ایمان کے لیے ان کی جانوں پر مقدم ہیں''

اہمیت:

حبّ رسول ﷺ کی اہمیت میں یہی کافی ہے کہ یہ حکم خدا، حکم رسول ﷺ ہونے کے ساتھ ساتھ سیرت اہل بیتؑ، سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم اور سیرت مسلمین بھی ہے، یہ وہ نسخہ کیمیا ہے جو مسلمان کو سلمانؓ میں بدل دیتا ہے۔ اسی جذبہ محبّ نبیؐ کی بدولت صدر اسلام کے عرب کس قدر تیزی سے ''اولئک کا لا نعام '' کے مرحلے سے ''کنتم خیر امة '' کی منزل پر

فائز ہوئے، علامہ اقبالؒ نے اسرار و رموز میں کیا خوب فرمایا ہے:

دل زعشق او توانا میشود　　　　خاک همدوش ثریا مشود

خاکِ نجد از فیض او چا لا ک شد آمد　　اندر وجد، وبرافلاک شد

در دل مسلم مقام مصطفی است　　آبروئے ماز نام مصطفی است

دل آپؐ کے عشق وحّب سے قوی ہوتا ہے (یہی وجہ ہے کہ صدر اسلام کے مسلمانوں نے کس قدر حیران کن کارنامے سرانجام دیئے) حّب نبی کی بدولت خاک بھی ثریا کے ہمدوش وہم پلہ ہو جاتی ہے۔نجد کی خاک آپؐ کے فیض و برکت سے بلند ہوگئی۔اس خاک پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور وہ آسمان پر جا پہنچی (حقیقی) مسلمان کے دل میں حضرت مصطفیٰ ﷺ ہی بستے ہیں۔ہماری عزت وآبرو آپؐ کے نام گرامی کی بدولت ہے (کہ اہم امت محمد یہ کہلاتے ہیں اور امت محمد ﷺ کی قرآن کریم میں کس قدر عظمت بیان کی گئی ہے)

قرآن وحدیث کے مطابق کسی بھی شخصیت سے حب رکھنے کے جتنے اسباب ہو سکتے ہیں وہ تمام آپؐ کی شخصیت میں موجود ہیں:

صدرِ اسلام میں حّب نبی ﷺ کے بے مثال نمونے:

صدرِ اسلام سے حبّ نبی بے مثال نمونے تاریخ اسلام میں ثبت ہیں کفیل نبی اکرم ﷺ حضرت ابو طالبؑ نے حّب نبی ﷺ کے سلسلہ میں اپنی، اپنے بیٹوں، بھائیوں، اور بھتیجوں کی جان پر بھی نبی ﷺ کو مقدم رکھا، آپ گو اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز رکھا۔حّب نبی ﷺ کا یہ جذبہ منفرد و بے مثال ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ نے بھی حبّ نبی ﷺ کی بمثال تاریخ رقم کی ہے۔صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود ثقفی جو قریش کی جانب سے آپؐ کے پاس سفیر بن کر آئے تھے اور ابھی وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے حضور ﷺ سے صحابہ کرام کی محبت وعقیدت کے جو مظاہر دیکھے وہ انہوں نے یوں بیان کیے ہیں، اے میری قوم، بخدا میں قیصر وکسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے پاس جا چکا ہوں، بخدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اُس کے ساتھی اتنی تعظیم کرتے، جتنی محمد ﷺ کے ساتھی محمد ﷺ کی کرتے ہیں، خدا کی قسم ان کے ساتھی محمد ﷺ کا لعابِ دہن نیچے نہیں گرنے دیتے بلکہ وہ کسی نہ کسی کی ہتھیلی پر گرتا تھا اور وہ شخص اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا اور جب وہ انہیں کوئی حکم دیتے تھے تو اس کو بجالانے کے لیے سب دوڑ پڑتے تھے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے اور زیادہ تعظیم کے سبب وہ آپ کی جانب نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے۔[۸]

اے کاش! حبّ مصطفیٰ ﷺ کا یہ جذبہ اگر آج بھی مسلمانوں کے دلوں میں متحرک ہو جائے تو شاید امت مسلمہ کی تقدیر بدل جائے۔

(۱) حسن و جمال:

آپ کے حسن و جمال کی کیا تفسیر کی جائے کہ آپؐ ہر قسم کے ظاہری اور باطنی عیب سے پاک ہیں، جب آپؐ نور ہیں تو نور میں عیب کا تصور ہی کیونکر ہو سکتا ہے۔

(۲) اخلاق حسنہ:

آپؐ کا اخلاق حسنہ کے مالک تھے آپؐ نے اپنی بعثت کا مقصد ہی مکارم اخلاق کی تکمیل بتایا ہے۔
ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''**انما بعثت لا تمم مکارم الاخلاق**''

''مجھے اخلاق کریمہ وحسنہ کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے''

یقیناً آپؐ سے پہلے کے انبیاء عظام ÷ نے بھی انسانی اخلاق کے عمدہ نمونے پیش کیے ہیں لیکن اخلاق محمدیہ سے اُن کی تکمیل ہوئی ہے، اب آپؐ کے اخلاق سے بڑھ کر خلق کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی ہے۔

غور طلب یہ کہ خلق محمدی ﷺ کی مثالیں بعثت کے بعد کی نہیں ہیں بلکہ بعثت سے پہلے بھی اس وقت کے انسانی معاشرے میں اخلاق حسنہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، آپؐ کے حسن اخلاق کی شہرت تھی چنانچہ اہل مکہ آپؐ کے اخلاق اور بلند کردار سے متاثر ہو کر آپؐ کو الصادق اور الامین کے القابات سے پکارتے تھے۔

آپؐ کے خُلق کی گواہی قرآن مجید نے دی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

''**وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم**'' [9]

''اور بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو''

(۳) احسان اور حسن سلوک:

آپؐ صرف محسن انسانیت نہیں بلکہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ ارشاد ربانی ہے

''**وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ**'' [10]

''ہم نے آپ کو دنیا والوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے''

رحمۃ للعالمینؐ آپ کی خاص صفت ہے۔ آپؐ یقیناً عالمین کے لیے سرچشمہ رحمت ہیں، آپؐ کی رحمت انسانوں میں سے ہر طبقہ کو شامل تھی اور آپؐ کا مشہور خطبہ ''حجۃ الوداع'' آپؐ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا بین ثبوت ہے یہ انسانی حقوق (Human Rights) کا ایک عالمگیر، جامع اور اکمل منشور ہے، مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، یتیم، مسکین، آزاد، غلام، مسلم یہاں تک کہ غیر مسلم بھی آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے۔ غیر ذوی العقول حیوانات، درخت پرندے، بھی رحمت محمد ﷺ یہ سے محروم نہ رہے۔ آپؐ نے انسانوں کے علاوہ جنوں اور ملائکہ کی طرف بھی نظر کرم فرمائی، قرآن مجید نے (القرآنُ یُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا) کے اصول کے مطابق رحمۃ للعالمین کی اس طرح تفسیر کی ہے

ارشادربانی ہے:

''لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٞ مِّنۡ اَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ ....بِالۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٞ رَّحِيمٞ ''[۱۱]

''دیکھوتمہارے پاس ایک رسول آیاے جوخودتم ہی میں سے ہے۔تمہارا نقصان میں پڑنااس پرشاق ہےتمہاری فلاح کاوہ حریص ہے،ایمان لانے والوں کے لیےوہ شفیق اوررحیم ہے''

حضور ﷺ کس قدرامت کے لیےشفیق ومہربان تھے کہ ہمیشہ امت کی فلاح اورراہ ہدایت پر باقی رہنے کی آپؐ کوفکر رہتی ،اس مقصد کے لیے آپؐ نے کتنی تکالیف اٹھائیں ،غارحرامیں خلوت نشینی ،اللہ تعالیٰ کے''قول ثقیل'' (بھاری کلام)یعنی قرآن کا باراٹھانا،ہجرت ،غزوات وسرایا، یہ سب کچھ آپ نے ہدایتِ امت کے لیےانجام دیا پھرآپؐ نے اپنےعمل اوروحی خداوندی کے ذریعےایک ایسی ملت کی تربیت کی جو''خیرالامم'' کا مصداق بنی۔

علامہ محمداقبالؒ نے

مصطفٰی اندر حرا خلوت گزید — مدتی جز خویشتن کسی را ندید

نقش مادر دل او ریختند — ملتی از خلو تتش انگیختند

حضرت محمدمصطفٰی ﷺ نے غارحرامیں خلوت اختیارکی اورایک مدت تک اپنےسواکسی کونہ دیکھا

ہمارانقش قدرت کی طرف سےحضوراکرم ﷺ کے دل میں ڈالا گیا آپ کی خلوت کے اندر سے ایک نئ ملت ابھری آپؐ کوحیات کے آخری لمحات تک اگرفکررہی تو امت کی رہی ،اس کےمعنی یہ ہیں کہ روحانی ودینی قیادت کواپنی نہیں بلکہ امت کی فکررہتی ہے،صرف موجودہ نہیں بلکہ بعدمیں آنے والی نسلوں کی فکراُسےتڑپاتی ہے آپؐ نے وفات سے چاردن پہلے جب کہ آپ سخت تکلیف میں تھے،اس وقت بھی ہدایت امت کے سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کوحکم دیا۔

''هَلُمَّ أَكۡتُبۡ لَكُمۡ كِتَاباً لَا تَضِلُّوۡا بَعۡدَهُ ''[۱۲]

'لاؤ میں تمھیں ایک تحریرلکھ دوں جس کے بعدتم لوگ گمراہ نہ ہوگے''

رحمت محمدیہ ﷺ سےآپ کے دشمن بھی محروم نہ رہے چنانچہ جنھوں نے آپؐ کے مشن کوقبول نہ کیاان کے لیےبھی آپ شفیق ورحیم تھے،یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے دشمنوں تک کوبددعانہ دی بلکہ اُنہیں ہدایت کی دعادی ہے،جنگ اُحد کے موقع پر آپؐ نے آپؐ کوزخمی کرنے والوں ،آپؐ کے ایک دانت کوشہید کرنے والوں کے بارے میں بھی بارگاہ خداوندی سےدرخواست کی۔

''اَللّٰهُمَّ اهۡدِ قَوۡمِیۡ فَاِنَّهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ''[۱۳]

''اےاللہ میری قوم کوہدایت دےوہ نہیں جانتی''

علامہ اقبالؒ نے اسرار ورموز میں رحمت محمد یہ ﷺ کی وضاحت میں کہا ہے:

لطف و قہر او سراپا رحمتے　　آں بیاراں ایں باعِدا رحمتے

آں کہ بر عِدا در رحمت گشاد　مکہ را پیغام لا تثریب داد

''آپ کی مہربانی اور سختی اور دونوں سراپا رحمت ہیں اوران کا سرچشمہ رحمت ہے (جیسا کہ اولاد پر والدین کی مہربانی اور سختی ان پر شفقت کی وجہ سے ہوتی ہے) (وہ لطف ومہربانی)دوستوں (صاحبان ایمان)کے لیے اور یہ (سختی و قہر)دوشمنوں کے لیے وہ ذات گرامی کہ جس نے دشمنوں کے لیے بھی رحمت کا دروازہ کھول دیا (فتح مکہ کے موقع پر دشمنوں سے انتقام لینے کی بجائے) مکہ والوں کو **لاتثریب علیکم** (تمہارے لیے کوئی سزا نہیں) کا پیغام دیا''۔

آپؐ کا وجود مقدس صرف مسلمان نہیں بلکہ کفار کے لیے بھی رحمت کا سرچشمہ تھا۔کفار آپ کی بدولت اجتماعی عذاب سے محفوظ رہے،ارشادالٰہی ہے:

''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ''[۱۴]

''جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ (تعالیٰ)ان پرعذاب نہیں بھیجے گا''

اتنے رحیم،شفیق ومہربان لیڈر کی محبت وعشق کے جذبہ کا تمام انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہونا فطری ہے۔مسلمان تو آپؐ کے نام پر جان چھڑکتے ہیں۔

تیسرا حق۔

اطاعت واتباع نبی ﷺ:

حق معرفت کا تعلق ذہنیت (Mentality) سے ہے۔حق حّب کا تعلق احساس (Feeling) سے ہے اورحق اطاعت واتباع کا تعلق عمل (Practice) سے ہے، پہلے دوحقوق اس لیےضروری ہیں کہ مومن کے دل میں اطاعت واتباع نبی کا محرّک پیدا ہو ،اگر ایسا محرّک پیدا ہوتا ہے تو معرفت اور حب نبی Active ہیں ورنہ Passive ہیں۔

اہمیت:

اطاعت اوراتباع نبیؐ کے بغیر دین خداوندی پرعمل کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے اورانسان ممکن الوجود،ممکن الوجود کس طرح بلاواسطہ واجب الوجود سے ہدایت لے سکتا ہے،لہذا درمیان میں ایسی ہستیوں کا ہونا ضروری ہے جواللہ تعالیٰ سے پیغام ہدایت لے کر انسان تک پہنائیں یہ انبیاء ورسل کہلاتے ہیں،یہ معصوم ہوتے ہیں

اور اپنے قول و فعل سے مرضی خدا کی خبر دیتے ہیں اور انسانوں کو اللہ کی طرف سے مقرر کردہ راستے پر چلنے کی ہدایت و رہنمائی کرتے ہیں۔ نبوت کا سلسلہ حضرت آدم ؑ سے شروع ہوا، حضور ﷺ پر ختم کر دیا گیا۔ آپؐ کی ذات و گرامی صفات میں آدمیت اور رسالت دونوں اپنے کمال کو پہنچ گئیں، کیا عظمت ہے ذاتِ مصطفیٰ کی جن کا قول اور فعل اس قدر مرضی خدا کا عکاس اور وحی خداوندی سے متصل ہے کہ خود آپؐ کے قول اور فعل سے دین کی حدود متعین ہوتی ہیں

به مصطفی بر ساں خویش را که دیں همه است

تو حضرت مصطفیٰ تک خود کو پہنچا (ان کی اطاعت و اتباع کر) کہ حضور ہی مکمل دین ہیں

اگر به اومزیدی تمام ابو لبهی است [۱۵]

اگر تو آنحضرت تک نہیں پہنچتا تو تیرا سارا دین ابولہب کا دین ہے

طاعتے سر مایه جمعیتے زحدود مصطفیٰ بیروں مرو [۱۶]

اطاعت شعاری جمعیت (Society) کا سرمایہ ہے آپؐ کے مقرر کردہ آئین کی حدود سے باہر نہ نکل

اطاعت اور اتباع میں فرق:

اطاعت کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ دونوں سے ہوسکتا ہے جب کہ اتباع کا تعلق صرف رسول اللہؐ سے ہے۔ قرآن مجید میں اتباع نبی کا حکم تو ہے مگر اتباع خدا کا حکم نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اتباع نقش قدم پر چلنے کا نام ہے جب اللہ تعالیٰ جو جسم و جسمانیات سے منزہ ہے اس کا قدم ہی نہیں تو نقش قدم اس کے لیے نا قابل تصور ہے۔ اطاعت نبی ﷺ کے باب میں ارشاد ربانی ہے۔

''یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓااَطِیْعُوْاللّٰہَ وَاَطِیْعُواالرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِمِنْکُمْ'' [۱۷]

''اے صاحبان ایمان، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تم میں سے صاحبان امر کی''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ اطاعت نبی درحقیقت اطاعت خدا ہے۔

''مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ'' [۱۸]

''جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی''

اتباع نبی کی اہمیت یہ ہے کہ یہ محبت خدا کی دلیل ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہِ فَاتَّبِعُوْنِیْ'' [۱۹]

''اے نبی کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا''

دوسرا فرق اطاعت اور اتباع میں یہ ہے کہ اطاعت اقوال میں ہوتی ہے اور اتباع افعال میں، اطاعت و اتباع

نبی ﷺ کے معنی یہ ہیں کہ نبیؐ کے اقوال (حدیث) اور افعال دونوں حجت ہیں، اس لیے سنت رسولؐ میں قول نبی، فعل نبی اور تقریر نبیؐ تینوں شامل ہیں۔ آپؐ کا قول اور فعل دونوں باب ہدایت میں حجت ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی صحت کی ضمانت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰیO اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی''[۲۰]

''اور رسول اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتا سوائے وحی کے جو اس پر کی جاتی ہے''

اس آیت کریمہ میں نطق نبیؐ کو وحی خداوندی میں محدود کیا گیا ہے اور یہ اللہ کی طرف سے کلامِ نبی ﷺ کی صحت کی سند ہے اسی طرح فعل نبی کی صحت کے بارے میں فرمایا

''وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا''[۲۱]

''اور جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو''

نیز ارشاد فرمایا:

''لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ''[۲۲]

''بے شک آپؐ کی ذات میں تمہارے لیے بہترین نمونہ موجود ہے''

اس آیت کریمہ کا تعلق اگرچہ جنگ احزاب سے ہے مگر اس کے الفاظ میں اطلاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسوہ نبی کو مطلقاً نمونہ قرار دیا ہے، لہذا آپؐ کی حیات طیبہ (جس میں آپؐ کا فعل بھی شامل ہے) زندگی کے ہر شعبہ میں نمونہ عمل ہے۔ ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر شعبہ حیات میں آپ کی زندگی کو نمونہ قرار دیں۔

اطاعت واتباع نبی کے تقاضے:

۱۔ زندگی کے تمام انفرادی، اجتماعی، اقتصادی، سیاسی، عسکری، ملکی اور بین الاقوامی مسائل میں آپؐ کی تعلیمات پر خلوص دل سے عمل کیا جائے۔

۲۔ حیات نبیؐ اور اس کے بعد پیش آنے والے تمام نزاعات اور اختلافات میں تعلیماتِ نبی ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے اور آپؐ کے حکم کو بلا چوں وچرا مانا جائے۔

ارشاد ربانی ہے۔

''فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ''[۲۳]

''پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسولؐ کی طرف پھیر دو''

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد الٰہی ہے:

''فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا

فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ''[24]

''(اے محمدؐ) تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں''

ایک اور مقام پر ارشاد الٰہی ہے:

''وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّلَا مُؤۡمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اَمۡرًا اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهُمُ الۡخِيَرَةُ مِنۡ اَمۡرِهِمۡ وَمَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيۡنًا''[25]

''کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اُس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہے، جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا''

۳۔ آپؐ کو(Role Model) اور اسوہ قرار دیا جائے، اسوہ نبی ہی وہ نسخہ کیمیا ہے جس پر عمل کر کے مسلمان خیر الامم اور دنیا کی سب سے بڑی قوت بن گئے اور اسی کو چھوڑ کر آج مسلمان وافر وسائل ہونے کے باوجود ذلت وخواری میں گرے ہوئے ہیں، آپؐ کے اسوہ حسنہ کی پیروی ہی امت مسلمہ کی عظمت رفتہ لوٹا سکتی ہے۔

تاشعار مصطفی از دست رفت — قوم را رمز بقا از دست رفت

حضرت مصطفیٰ ﷺ کا شعار (شریعت) ہاتھ سے نکل گیا — تو قوم حقیقت بقا سے بھی محروم ہوگئی۔[26]

۴۔ فہم دین میں حدیث نبوی کو قرآن مجید کے بعد دوسرا مصدر شریعت تسلیم کیا جائے جیسا کہ متفق علیہ بین المسلمین ہے کہ قرآن مجید کے بعد دوسرا ماخذ شریعت سنت رسول ﷺ ہے۔

۵۔ اہل بیتؑ، امہات المومنین رضی اللہ عنھن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے بارے میں آپؐ کی تعلیمات اور ارشادات پر عمل کیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کا احترام دراصل اللہ تعالیٰ کا احترام ہے، توہین رسالت دراصل توہین توحید و توہین خدا ہے جو کہ یقیناً حرام ہے۔

چوتھا حق۔

تعظیم واکرم نبیؐ:

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ پیارے نبی ﷺ کی عزت، توقیر و اکرام کو ہر حال میں مدنظر رکھیں اور ہر ایسے قول وفعل سے اجتناب کریں جس سے تصریحاً یا اشارۃً وکنایۃً آپؐ کی توہین کا کوئی پہلو نکلتا ہو، نبی ﷺ کا احترام دراصل اللہ تعالیٰ کا احترام ہے۔ توہین رسالت دراصل توہین خدا ہے جو کہ یقیناً حرام ہے۔

ناموس رسالت کے سلسلے میں قرآن مجید میں کئی مقامات پر راہنمائی کی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ''[۲۷]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے''

اس آیت کریمہ میں امت مسلمہ کو نہی کی صورت میں حکم دیا جارہا ہے کہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم اور فیصلہ کو مقدم رکھے، کبھی اپنی رائے اور خیال کو اس پر مقدم نہ رکھے اور نہ ہی حکم خدا و حکم رسول کو چھوڑ کر از خود فیصلہ کرے۔

''یہ حکم مسلمانوں کے محض انفرادی معاملات تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ان کے جملہ اجتماعی معاملات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ اسلامی آئین کی بنیادی دفعہ ہے جس کی پابندی سے نہ مسلمانوں کی حکومت آزاد ہوسکتی ہے، نہ ان کی عدالت اور پارلیمنٹ''[۲۸]

اللہ تعالیٰ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کا ادب بھی سکھایا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

''یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْھَرُوْ ا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ''

''اے صاحبان ایمان! اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ نبی کے ساتھ اونچی آواز سے بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو''[۲۹]

مولانا مودودی اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

''دین میں ذات مصطفیٰ کی عظمت کا کیا مقام ہے، رسول پاک ﷺ کے سوا کوئی شخص، خواہ بجائے خود کتنا ہی قابل احترام ہو، بہر حال یہ حیثیت نہیں رکھتا کہ اس کے ساتھ بے ادبی خدا کے ہاں اُس سزا کی مستحق ہو جو حقیقت میں کفر کی سزا ہے، وہ زیادہ سے زیادہ ایک بدتمیزی ہے، خلاف تہذیب حرکت ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے احترام میں ذرا سی کمی بھی اتنا بڑا گناہ ہے، کہ اس سے آدمی کی عمر بھر کی کمائی غارت ہوسکتی ہے''[۳۰]

اس کے برعکس جو صاحبان ایمان مجلس رسول ﷺ میں اپنی آواز پست رکھتے ہیں اُن کی قرآن کریم نے مدح کی ہے اور اُن سے اللہ تعالیٰ نے مغفرت و اجر کا وعدہ کیا ہے، ارشاد الٰہی ہے:

''اِنَّ الَّـذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ''[۳۱]

''جو لوگ رسول خدا ﷺ کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں وہ در حقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ (تعالیٰ) نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے، اُن کے لیے مغفرت ہے اور اجرِ عظیم''

اس ارشادِ ربانی کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اونچی آواز سے بولتا ہے، اپنی آواز پست نہیں رکھتا یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کا احترام نہیں ہے اور جو دل آپؐ کے احترام سے خالی ہے وہ درحقیقت تقویٰ سے خالی ہے، درحالیکہ تقویٰ ہی قبولیت اعمال کا معیار ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

''اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ''[۳۲]

اللہ تعالیٰ نے توقیرِ نبی ﷺ کے باب میں لوگوں کو آپؐ سے ملاقات کے طریقہ کی بھی تعلیم دی ہے کہ جب وہ آپؐ سے ملنے کے لیے آئیں اور آپ کو موجود نہ پائیں تو پکار پکار آپؐ کو بلانے کے بجائے صبر کے ساتھ بیٹھ کر اس وقت کا انتظار کریں جب آپ خود ان سے ملاقات کے لیے باہر تشریف لائیں اور اگر کوئی اس طریقہ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ بے عقل ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

''اِنَّ الَّـذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُ ھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَO وَلَوْاَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرً الَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ''[۳۳]

''اے نبی جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں، اگر وہ تمہارے برآمد ہونے تک صبر کرتے تو انہی کے لیے بہتر تھا اللہ درگزر روالا رحیم ہے''

اکرامِ نبیؐ کے باب میں اللہ تعالیٰ نے نبی کے گھر میں داخل ہونے کا ادب بھی بیان کیا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

''یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْـرَ نٰـظِـرِیْـنَ اِنٰـهُ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْ نِسِیْـنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْ ذِی النَّبِیَّ فَیَستَحی مِنْکُمْ وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیِی مِنَ الْحَقِّ ''[۳۴]

''اے صاحبانِ ایمان! نبی کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو، نہ کھانے تاکتے رہو، ہاں اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آؤ مگر جب کھانا کھا لو تو منتشر ہو جاؤ، باتیں کرنے میں نہ لگے رہو، تمہاری یہ حرکتیں نبی کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کے کہنے میں نہیں شرماتا''

اس آیت سے بیوت نبی ﷺ کی بابت چند آداب ثابت ہوتے ہیں، ان آداب کا تعلق اگرچہ آپکی حیات مبارکہ سے ہے مگر اس سے آپؐ اور آپؐ کے متعلقات کی ہر دور میں عزت و تکریم ثابت ہوتی ہے وہ آداب درج ذیل ہیں:

(۱) مومنین بلا اجازت نبیؐ کے گھروں میں داخل نہ ہوں، اذن لینا ضروری ہے چاہے انفرادی غرض کے لیے کوئی آنا چاہے یا دینی مسئلہ پوچھنے کے لیے

(۲) اگر نبی خدا ﷺ کھانے پر بلائیں تو ضرور آئیں مگر جلدی نہ آئیں کہ بیٹھ کر کھانا پکنے تک انتظار میں بیٹھے رہیں۔

(۳) پیارے نبی ﷺ کی دعوت پر آئیں تو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد دھرنا مار کر نہ بیٹھیں بلکہ منتشر ہو جائیں تا کہ خانوادہ رسول ﷺ کو زحمت نہ ہو۔

(۴) جب تک بیت نبی ﷺ میں آنحضرتؐ کے ہاں حاضر ہیں تو ایسی گفتگو نہ کریں (گپ شپ نہ لگائیں) جس سے وہ لوگ مانوس ہوں جس کا دنیوی فائدہ ہے نہ اُخروی بلکہ معلّم انسانیت کے حضور میں مفید گفتگو کریں

گفتگو میں حضور ﷺ کے ادب و احترام کا لحاظ رکھنے کے ذیل میں یہ بھی ارشاد خداوندی ہے کہ:

''لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا ''[۳۵]

''رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو''

''یعنی تم عام آدمیوں کو جس طرح اُن کے نام لے کر با آواز بلند پکارتے ہو اُس طرح رسول اللہ ﷺ کو نہ پکارو، اس معاملے میں اُن کا انتہائی ادب ملحوظ رکھنا چاہیے کیونکہ ذرا سی بے ادبی بھی اللہ کے ہاں مواخذے سے نہ بچ سکے گی''[۳۶]

سوال: اگر کوئی ناموس رسالت کی پرواہ نہیں کرتا اور (معاذ اللہ) قولاً یا فعلاً اہانت رسول ﷺ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی سزا کیا ہے؟

جواب: (اولاً) ایسا شخص عقل اور عقلاءِ عالم کے نزدیک یقیناً قابل مذمت ہے کیونکہ آپؐ محسن انسانیت ہیں، قیامت تک آنے والی ہر انسانی نسل اور بنی نوع انسان کے ہر فرد کے محسن ہیں اور احسان کا بدلہ تو عقل و شرع دونوں کی رو سے احسان ہی ہے۔

''هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ ''[۳۷] ''احسان کا بدلہ احسان ہی ہے''

محسن کی توہین کرنا یقیناً قابل مذمت ہے۔

(ثانیاً) اہانت رسول ﷺ کرنے والا اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کو اذیت پہنچاتا ہے اور ایسا شخص ملعون ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

''اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا مُّهِیۡنًا''[۳۸]

''بے شک جولوگ اللہ اوراس کے رسول کواذیت پہنچاتے ہیں اللہ ان پر دنیااورآخرت
میں لعنت کرتا ہےاوران کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار رکھا ہے''

(ثالثا)فقہی اعتبار سے بھی اس کی سزامقرر ہے

پانچواں حق۔

نبی کریم ﷺ پرعمداً جھوٹ نہ بولنا:

یہ حق (Nagtive) ہے مقصد یہ کہ کوئی مسلمان آنحضرتؐ پرعمداً جھوٹ نہ بولےاور جو کچھ آپؐ نے نہیں فرمایا ہے اسے آپؐ کی طرف نسبت نہ دے اور آپ پر بہتان نہ باندھے۔ نبی خدا ﷺ پر جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے، جھوٹ بولنا ویسے بھی گناہ ہے مگر آپ پر جھوٹ بولنا اس لیے سنگین جرم ہے کہ جب کوئی شخص کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے، یہ کام جائز ہے درحالیکہ وہ شرعاً ایسا نہ ہوتو اس سے احکام خداوندی کی مخالفت لازم آتی ہے، نیز اس سے تشریع لازم آتی ہے کہ جو حکم، حکم شارع نہیں ہے وہ شریعت کا حکم مانا جائے اور یہ عمل حرام ہے،اس لیے اس کا حکم فقہی بھی عام کذب سے مختلف ہے کہ عام کذب مبطل صوم نہیں ہے جب کہ کذب علی الرسول مبطل صوم ہے،اس ضمن میں متعدد روایات منقول ہیں۔[۳۹]

کذب علی النبی کی حرمت پر ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''لاَ تَكْذِبُوْا عَلَيّ فَاِنَّه مَنْ كَذِبَ عَلَيّ فَلْيَلِجِ النَّارَ ''[۴۰]

''مجھ پر جھوٹ نہ بولو، بے شک جو مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ آتش جہنم میں داخل ہوگا''

چھٹا حق۔

نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا:

حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجنا حکمِ خدا ہے جس پر مسلمان عمل کرتے آرہے ہیں،اللہ تعالی نے ارشادفرمایاہے:

''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ''[۴۱]

''بے شک اللہ اوراس کے ملائکہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے صاحبان ایمان تم بھی
ان پر درود وسلام بھیجو''

(صلوۃ کالفظ جب علی کے صلہ کے ساتھ آتا ہے تو اس کے تین معنی ہوتے ہیں ایک کسی پر مائل ہونا،اس کی طرف محبت کے ساتھ متوجہ ہونا اوراُس پر جھکنا، دوسرے کسی کی تعریف کرنا، تیسرے کسی کے حق میں دعا کرنا، یہ لفظ جب اللہ تعالی کے لیے بولا ہوجائے یعنی اس کا فاعل اللہ ہوتو تیسرے معنی میں نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ کا کسی اور سے دعا کرنا قطعاًنا قابل تصور ہے اس لیے وہ پہلے دومفعول میں ہوگا۔لیکن جب یہ لفظ بندوں کے لیے بولا جائے گا،خواہ وہ فرشتے

ہوں یا انسان تو وہ تینوں معنوں میں ہوگا اس میں محبت کا مفہوم بھی ہوگا، مدح وثنا کا مفہوم بھی اور دعائے رحمت کا مفہوم بھی، لہذا صلوعلیہ کا مطلب یہ ہے کہ اے صاحبان ایمان تم حضورؐ کے گرویدہ ہو جاؤ، ان کی مدح وثنا کرو اور ان کے لیے دعا کرو سلام کا لفظ بھی دو معنی رکھتا ہے ایک ہر طرح کی آفات اور نقائص سے محفوظ رہنا، سلامتی، دوسرے صلح اور عدم مخالفت پس نبیؐ کے حق میں سلمو ،تسلیما کہنے کا ایک مطلب یہ ہے کہ تم ان کے حق میں کامل سلامتی کی دعا کرو اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ تم پوری طرح دل وجان سے ان کا ساتھ دو، اُن کی مخالفت سے پرہیز کرو اور ان کے سچے فرمانبردار بن کر رہو) [۴۲]

اس آیت کریمہ میں ''صلوا ''اور''سلموا''امر کے صیغے لائے گئے ہیں بغیر قرینہ کے جو فرض اور وجوب کو بتاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ''اس امر پر اجماع ہے کہ عمر میں ایک مرتبہ حضور پر درود بھیجنا فرض ہے''۔[۴۳]

اس کے علاوہ جب آپؐ کا مبارک نام آئے تو درود پڑھنا مستحب ہے، بعض کے نزدیک واجب ہے، نماز میں صلوۃ علی النبی کے بارے میں فقہی اختلافات ہیں۔

امامیہ کے نزدیک محمد وآل محمد پر تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے جتنی مرتبہ تشہد پڑھا جاتا ہے اتنی مرتبہ درود پڑھا جائے۔تشہد میں درود پڑھنے کے وجوب پر علماء امامیہ کے اجماع کا دعوی کیا گیا ہے۔[۴۴]

''امام شافعیؒ کے نزدیک نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنا فرض ہے اگر کوئی شخص نہ پڑھے تو نماز نہ ہوگی، امام احمد بن حنبلؒ نے بھی آخر میں اسی قول کو اختیار کر لیا تھا۔امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ درود عمر میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے جیسے کہ کلمہ شہادتین پڑھنا ایک مرتبہ فرض ہے'' [۴۵]

صلوۃ النبی کا طریقہ:

قرآن مجید میں جب حضور ﷺ پر درود بھیجے کا حکم نازل ہوا تو صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ آپ پر سلام کا طریقہ تو آپ ہمیں بتا چکے ہیں یعنی نماز میں **السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته** اور ملاقات کے وقت **السلام علیک یا رسول الله** کہنا مگر آپ پر درود بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہو:

> **''اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کافضل ما صلیت ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید ،اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید''** [۴۶]

تقریباً آٹھ احادیث میں صلوۃ علی النبی کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، ان تمام احادیث میں پیارے نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا جو طریقہ آپؐ سے منقول ہے اس میں آپؐ کے ساتھ آپؐ کی آل اور ذریت کا بھی ذکر آیا ہے، اسی لیے درود پڑھنے کا جو مشہور طریقہ ہے اسمیں آپؐ کے ساتھ آل محمد ﷺ کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ القرآن، الاحزاب، ۴۰

۲۔ القرآن، الصّف، ٦

۳۔ علامہ مجلسی، بحارالانوار، ج ۱ ص ۹۷، حدیث، ۷، الشیخ محمد بن یعقوب الکلینی، الاصول من الکافی، کتاب الحجۃ باب مولد النبی ﷺ ووفاتہ

۴۔ علامہ یوسف نبھانی: جواہر البحار ۲/۱۹۰، علامہ شعرانی، کشف الغمۃ: ۲/ ۴۳، علامہ جلال الدین سیوطی، خصائص کبری: ۱/۷، الزرقانی: شرح مواھب اللدنیۃ: ۱/ ٦۳، ۲۴۲، عبدالحق محدث دھلوی: مدارج النبوۃ، ۱/۱۱٦

۵۔ القرآن، التوبہ، ۲۴

٦۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث، ۱۵

۷۔ القرآن، الاحزاب، ٦

۸۔ صحیح بخاری، باب الشروط فی الجھاد والمصالحۃ مع اہل الحرب وکتابۃ الشروط، حدیث: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲)

۹۔ القرآن، القلم، ۴

۱۰۔ القرآن، الانبیاء، ۱۰۷

۱۱۔ القرآن، التوبہ: ۱۲۸

۱۲۔ صحیح بخاری، کتاب المرض، حدیث، ۵٦٦۹

۱۳۔ القاضی عیاض، الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ ص: ۸۱، ج ۱، چاپ عثمانیہ، استنبول

۱۴۔ القرآن الانفال، ۳۳

۱۵۔ علامہ محمد اقبالؒ، ارمغان حجاز

۱٦۔ علامہ محمد اقبالؒ، اسرار و رموز

۱۷۔ القرآن، النساء، ۵۹

۱۸۔ القرآن، النساء، ۸۰

۱۹۔ القرآن، آل عمران، ۳۱

۲۰۔ القرآن، النجم، ۳۔۴

۲۱۔ القرآن،الحشر،۷
۲۲۔ القرآن،الاحزاب،۲۱
۲۳۔ القرآن،النساء،۵۹
۲۴۔ القرآن،النساء،۶۵
۲۵۔ القرآن،الاحزاب،۳۶
۲۶۔ علامہ محمد اقبالؒ،اسرار و رموز
۲۷۔ القرآن،الحجرات،۱
۲۸۔ مولانا مودودی،تفہیم القرآن،جلد۵،ص۷۰
۲۹۔ القرآن،الحجرات،۲
۳۰۔ تفہیم القرآن،ج،۵،ص۷۲
۳۱۔ القرآن،الحجرات،۳
۳۲۔ القرآن،المائدہ،۲۷
۳۳۔ القرآن،الحجرت،۵۔۴
۳۴۔ القرآن،الاحزاب،۵۳
۳۵۔ القرآن،النورہ،۶۳
۳۶۔ تفہیم القرآن،ج۳،ص۴۲۷
۳۷۔ القرآن،الرحمٰن،۶۰
۳۸۔ القرآن،الاحزاب،۵۷
۳۹۔ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی: وسائل الشیعہ ،کتاب الصوم،چاپ پنجم،۱۹۸۳،مطبع احیاء التراث العربی،بیروت،لبنان
۴۰۔ صحیح بخاری،کتاب العلم،باب اثم من کذب علی النبی،حدیث ۱۰۶
۴۱۔ القرآن۔الاحزاب،۵۶
۴۲۔ تفہیم القرآن ج۴،۱۲۴
۴۳۔ تفہیم القرآن ج۴،ص۱۲۷
۴۴۔ الشیخ محمد حسن نجفی،جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام،ج۱۰،ص۲۵۳،
چاپ دار احیاء التراث،العربی،بیروت،لبنان
۴۵۔ تفہیم القرآن ج۴،۱۲۷
۴۶۔ صحیح بخاری،کتاب احادیث الانبیاء،ح:۳۳۷۰

☆☆☆☆☆